اسلامی تعلیم کا خاکہ

عطا محمد جنجوعہ

ہر حاکم قوم اپنے تمدن کی اشاعت اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے سب شعبوں سے بڑھ کر تعلیم پر زیادہ توجہ دیتی ہے۔ سامراجی طاقتوں نے نو آبادیاتی دور میں مسلمانوں کو مستقل غلام بنانے کے لئے مخصوص تعلیمی پالیسی تشکیل دی۔ جس سے مسلمان، ان کے ذہنی غلام بن کر رہ گئے اور ان سے اسلامی روح چھین لی گئی اور تعلیم کا مقصد برائے اصلاح ختم ہو کر حصول روزگار تک محدود ہو گیا۔

لارڈ میکالے نے ۱۸۳۴ء میں اپنے نظام کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی۔

"رنگ اور نسل کے اعتبار سے دیسی ہوں گے لیکن خیالات اور تمدن میں انگریز ہوں گے"۔

اسلامی ممالک کو سامراجی قوتوں سے جغرافیائی آزادی حاصل کئے ہوئے طویل عرصہ گزر گیا۔ مگر نظام تعلیم سیکولر ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ تاکہ علم و فن میں کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

۱۔ اسلام سے عدم دلچسپی' ترقیاتی منصوبوں کی ناکامی' سیاسی شعور کی کمی اور اہل مغرب کی اندھی تقلید کا سبب تعلیم کی کمی ہے۔ اسلامی ممالک میں خواندگی کا تناسب دوسروں کی نسبت کم ہے۔ جبکہ قوم کی بقا کا انحصار تعلیم و حکمت پر ہے۔ نئی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا والدین اور حکومت کا فریضہ ہے۔ تعلیم عام کرنے کے لئے بنیادی تعلیم لازمی کر دی جائے۔ تاکہ نوخیز پود پروان چڑھ کر ملی' قومی اور عالمی مسائل سے آگاہ ہو سکے اور اپنی اللہ داد صلاحیتوں کو

بروئے کار لاکر قومی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکے۔
۲ ۔ ناظرہ قرآن کی تعلیم لازمی ہو۔ ابتدائی تعلیم کے آخر میں عملی امتحان میں پاس ہونا لازمی قرار دیا جائے۔
۳ ۔ اسلامیات میں ارکان اسلام اور اخلاق و آداب شامل ہو۔ نماز ' ادعیہ مسنونہ اور قرآن مجید کی چند سورتیں با ترجمہ شامل نصاب ہو اور عربی گرائمر کا ابتدائی تعارف ہو۔
۴ ۔ ناظرہ قرآن اور اسلامیات کی تدریس کے لئے ہر ابتدائی سکول میں فاضل عربی ر وفاق المدارس کی آسامی ہو اور حافظ قرآن کو ترجیح دی جائے۔ جس کی تنخواہ عام مدرس سے کم نہ ہو۔
۵ ۔ پرائمری سطح تک تعلیم مفت دی جائے۔ نصابی کتب ارزاں نرخوں پر دستیاب ہوں۔
۶ ۔ خواندگی کی شرح میں اضافہ کے لئے محلہ کی مساجد میں تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کئے جائیں۔ جن میں ابتدائی تعلیم کا نصاب مکمل کرایا جائے۔
۷ ۔ نصابی اور تدریسی زبان قومی ہو یا ملی زبان عربی ہو۔
۸ ۔ غیر ملکی مشنری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں قومی نصاب رائج کیا جائے۔
۹ ۔ غیر مسلموں کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول قائم کرنے کی اجازت ہو۔ جن میں مسلمان طلباء کا داخلہ ممنوع ہو۔
۱۰ ۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں کا نصاب یکساں ہو۔
۱۱ ۔ بی۔اے کے معیار تک عربی کی تدریس لازمی کر دی جائے۔ عربی کا نصاب سہل ہو جو قرآن و حدیث پر مشتمل ہو لیکن گرائمر کی مشق شامل ہو۔
۱۲ ۔ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے۔ موجودہ دور میں اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لیکن اس کو اختیاری حیثیت دی جائے تاکہ دوسرے علوم میں اعلی مہارت حاصل کرنے میں آڑے نہ آئے۔

۱۳ ۔ دفتری امور قومی زبان میں منتقل کئے جائیں۔ جن محکموں کے معاملات انگریزی زبان میں ناگزیر ہوں مثلاً امور خارجہ، سائنس و ٹیکنالوجی وغیرہ ان محکموں میں بھرتی کے لئے محکمانہ اہلیت کے علاوہ انگریزی میں کامیابی لازمی کر دی جائے۔

۱۴ ۔ عورتوں کے اسلامی گروپ میں تاریخ صحابیات، تہذیب نسواں، اصول صحت اور انسانی تعمیر میں عورتوں کا کردار جیسے مضامین کا اضافہ ہو۔

۱۵ ۔ مخلوط نظام تعلیم ختم کیا جائے اور خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹی اور فنی ادارے قائم کئے جائیں۔ محکمانہ تربیت اور محکمانہ امور سرانجام دینے کے لئے عملہ خواتین پر مشتمل ہو۔

۱۶ ۔ آرٹس گروپ کے مضامین سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، نفسیات، فلسفہ میں اسلامی و غیر اسلامی نظریات کا تقابلی جائزہ پیش کر کے ملحدانہ نظریات کی تردید کی جائے اور اسلام کے ہمہ گیر آفاقی اصولوں کو اجاگر کیا جائے۔ مثلاً سود کے مضرات اور زکواۃ کے ثمرات۔

۱۷ ۔ فنی، سائنسی علوم کو قومی زبان میں ڈھالا جائے۔ تجربات کے لئے وافر مقدار میں ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ اس شعبہ میں ذہین طلباء کو خصوصی الاؤنس دیا جائے۔

۱۸ ۔ ابتدائی سطح سے اعلی سطح تک زیر تعلیم طلباء پر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی ہو۔ ہر قسم کے سیاسی مظاہروں میں شامل ہونے والے طلباء اور کرنے والی تنظیموں کو سختی سے روکا جائے۔

۱۹ ۔ دوران تعلیم بچوں کی تعلیم و تزکیہ کا خصوصی انتظام کیا جائے۔ صوم و صلوۃ کا پابند بنایا جائے۔ درس گاہ سے فارغ ہوتے وقت اس کے چال چلن کا سرٹیفکیٹ میں یہ تصدیق لازمی ہو کہ پابند صلوۃ ہے۔

۲۰ ۔ غیر مسلم علاقوں میں مسلم طلباء کو فنی و سائنسی تحقیق کے سوا قطعا نہ بھیجا

جائے۔ وہاں ان کی رہائش کا خصوصی انتظام کیا جائے تاکہ اسلامی تشخص کو برقرار رکھ سکیں وہ دوسروں کے لئے علم و عمل کا عمدہ نمونہ ہوں۔ دوسرے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مسلمان طلباء سے رابطہ قائم کریں۔ شرعی و عقلی علوم پر تبادلہ خیال کریں۔ نیز عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے حتی المقدور کوشش کریں۔

۲۱ ۔ تعلیمی درسگاہوں میں اساتذہ کا معیار زندگی بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ علم و عمل کے پیکر اور ذہین طبقہ شعبہ تعلیم کی طرف رجوع کرے۔ حاضرحال اساتذہ کی محکمانہ تربیت کے علاوہ تعلیم و تزکیہ کا کورس کرایا جائے۔ جس میں بحیثیت معلم ان کو اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔ نااہل اور بے عمل اساتذہ کو برطرف کرکے انہیں دوسرے محکموں کے سپرد کیا جائے۔

۲۲ ۔ ابتدائی دور کی درسگاہوں میں بچوں کو تیر اندازی' تیغ بازی اور گھڑسواری کی مشق کرائی جاتی تھی۔ موجودہ دور میں طلباء کو فوجی تربیت لازمی دی جائے۔

۲۳ ۔ تعلیمی اداروں میں دار المطالعہ کو موثر اور جاندار بنایا جائے ہر جماعت کے ٹائم ٹیبل میں دارالمطالعہ کے لئے ہفتہ وار چند پیریڈ مخصوص ہوں۔ طلباء کے زیر مطالعہ کتب کو رجسٹر میں درج کیا جائے۔

۲۴ ۔ میٹرک سے بی ۔ اے تک تعلیمی اداروں میں سائنس و آرٹس گروپ کی طرز پر اسلامی گروپ قائم کیا جائے۔ اسلام مکمل جامع ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی گروپ کے مضامین تفسیر قرآن' معارف الحدیث' علم الفقہ' تاریخ اسلام' اتحاد اسلامی' اسلامی دنیا' سیرت طیبہؐ' حیات صحابہؓ' اللہ تعالی کا نظام عدل' اسلامی معیشت' جہاد' انسانی دنیا پر مسلمانوں کا عروج و زوال کا اثر' الاحکام السلطانیہ وغیرہ میں سے طلباء انتخاب کریں۔

۲۵ ۔ سائنس گروپ میں "یورپ پر اسلام کے احسان" میڈیکل گروپ میں "

طب نبویؐ اور جدید سائنس" اور کامرس گروپ میں "اسلام اور جدید معیشت و تجارت" کتب کو شامل نصاب کیا جائے۔

۲۶۔ علمی و فنی ڈگری کے حصول کے لئے سخت نگرانی کے تحت سال میں دو دفعہ امتحان لئے جائیں۔ جو کہ طلباء کے ایک ڈگری کے بعد دوسری ڈگری (میٹرک کے بعد ایف اے) کا امتحان دینے کے لئے کسی قسم کے وقفہ (عموما دو سال) کی شرط ختم کی جائے۔ اس کو اپنانے سے طلباء سیاسی' مذہبی سرگرمیوں میں وقت ضائع نہیں کریں گے بلکہ اپنی صلاحیتوں کو تعلیمی میدان میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے میں صرف کریں گے۔ ہمارے اسلاف کی زندہ و تابندہ روایات ہیں کہ انہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں مختلف قسم کے علوم و فنون حاصل کئے پھر تدریسی دور میں تصنیف و تالیف کے ذریعے علمی دنیا میں اپنا نام روشن کیا۔

بقیہ غیر نواقض تیمم وضو

خود انہی صحابہ و تابعین سے ایسے آثار ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نکسیر پھوٹنے اور خون نکلنے سے وضوء ٹوٹنے کا قائل نہیں تھے۔ آگے انہوں نے وہ آثار بھی ذکر کئے ہیں اور نکسیر کو خون استحاضہ پر قیاس کرنے کی تردید کی ہے۔(المحلی ا ر ا ر ۲۵۹ ۔ ۲۶۰)

اور جب صحابہ و تابعین سے دونوں طرح کے ہی اقوال ملتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ سے اس کا ناقض ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں تو اس کا حکم اپنی اصل حالت پر قائم رہا کہ یہ ناقض نہیں ہے۔